ایک صدی قبل لکھنؤ کی عزاداری

ایک یوروپین خاتون کی نظر میں

جناب سید ہادی حسین رضوی صاحب محمود آبادی

سال گذشتہ سرفراز محرم نمبر میں میں نے مشہور فرانسیسی خاتون مس فانی ہارکس کے سفرنامہ سے جو مس صاحبہ نے ہندوستان میں چوتھائی صدی (۱۸۲۲ء لغایت ۱۸۳۴ء) کے قیام کے بعد لکھا تھا، ایک سو سال پیشتر کی عزاداری کے حالات ہدیۂ ناظرین کئے تھے۔ آج ایک دوسری یوروپین خاتون کی کتاب مطبوعۂ لندن ۱۸۳۲ء کے اس جزو کا ترجمہ پیش کرتا ہوں جس کا تعلق ہندوستان کی عزاداری سے ہے۔

خاتون موصوفہ نے میر حسن علی صاحب آف لکھنؤ سے شادی کرنے کے بعد بارہ سال تک لکھنؤ میں قیام کیا تھا اور اس عرصہ میں مسلمانوں میں رہ کر ان کے رسوم اور تہواروں کا عمیق تجربہ حاصل کر لیا تھا، انہوں نے جو کچھ یہاں دیکھا خطوط کی شکل میں اپنے اعزا اور احباب کے پاس انگلستان بھیج دیا۔

ہندوستان سے واپسی کے بعد ۱۸۳۲ء میں موصوفہ نے یہ تمام خطوط یکجا کر کے ''ہندوستانی مسلمانوں کے رسومات'' مولفہ مسز میر حسن علی کے نام سے دو جلدوں میں لندن میں شائع کر دیئے تھے۔ جلد اول کے دوسرے خط کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''میں اپنے پہلے خط میں محرم کے متعلق ضروری باتیں لکھ چکی ہوں۔ اس خط میں صرف ان رسومات کا ذکر کروں گی جو محرم کے سلسلہ میں لکھنؤ کے عزادار انجام دیتے ہیں۔

رنج و غم کا ایک اندوہناک مظاہرہ یکم محرم سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس دن لکھنؤ ایسے آباد مقام پر اس قدر سناٹا چھا جاتا ہے کہ یوروپین لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ مگر دوسرے دن سے پھر چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔ ماتمی لباس پہنے جوق جوق جو ان بوڑھے اور بچے گاڑیوں، پالکیوں اور پیدل روساء کے امام باڑوں اور اعزا و احباب کے گھروں کی طرف تعزیہ کی زیارت کے لئے جاتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں۔

تعزیہ

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ضریح کی نقل کا نام تعزیہ ہے۔ یہ مختلف چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔ لوگ اپنی دولت، اعزاز اور پسند کے مطابق تعزیئے بنواتے ہیں۔ چنانچہ خالص چاندی سے لے کر بانس اور کاغذ تک کے تعزیے تیار کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگ ہاتھی دانت چھاگنی اور صندل وغیرہ کی لکڑی کے تعزیئے بنواتے ہیں۔ میں نے اعلیٰ قسم کے نقرئی تعزیئے بھی دیکھے ہیں مگر میرے خیال میں سب سے زیادہ خوبصورت تعزیہ بادشاہ اودھ کے پاس ہے۔ یہ تعزیہ گہرے سبز رنگ کے شیشوں اور طلائی پتروں کا بنا ہوا ہے اور انگلستان میں تیار ہوا ہے۔ غریب آدمیوں کے تعزیئے بانس کی تیلیوں کے ہوتے ہیں اور ان پر رنگین کاغذ، پنی یا ابرک منڈھی ہوئی ہوتی ہے۔ بازار میں ہر قسم اور ہر سائز کے تعزیئے فروخت ہوتے ہیں۔ جن کا ہدیہ دو روپیہ سے دو سو روپیہ تک ہوتا ہے۔

دسویں محرم کو یہ سب تعزیئے بہت بڑے جلوس کے ساتھ نکالے جاتے ہیں اور آبادی میں گشت کرانے کے بعد کربلا میں دفن کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر وہ جگہ جہاں محرم کے تعزیئے دفن

کئے جاتے ہیں کربلا کہلاتی ہے۔

امام باڑے

تعزیہ داری کے واسطے مخصوص عمارتیں بنوائی جاتی ہیں جن کو امام باڑے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہر امام باڑے میں چٹائی یا دری اور چاندنی کا فرش ہوتا ہے۔ اور مجالس کے وقت سب لوگ اسی پر بیٹھتے ہیں۔ رؤسا کے امام باڑوں میں کارچوبی شامیانے کے نیچے تخت بچھا کر اس پر تعزیہ رکھ دیا جاتا ہے اور قریب ہی منبر رکھا ہوتا ہے جس پر زربفت یا سیاہ یا سبز مخمل کی پوشش پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

دیواروں پر قد آدم آئینے اور چھت پر جھاڑ فانوس اور ہانڈیاں وغیرہ آویزاں کر دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے تھوڑی روشنی میں بھی امام باڑہ جگمگانے لگتا ہے۔ تعزیہ کے ہر دو جانب، مختلف رنگ اور متعدد قسم کے علم دیوار سے لگا کر کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ بیش قیمت طلائی پنجے اور کارچوبی پٹکے میں نے خود متعدد امام باڑوں میں دیکھے ہیں۔ علم کی چھڑوں پر چاندی چڑھی ہوئی تھی اور پنجے بیش قیمت جواہرات سے مزیّن تھے۔

تعزیہ کے سامنے چوکی پر زرتار عمامہ، جڑاؤ دستہ کی تلوار، تیر کمان اور ڈھال رکھی ہوتی ہے اور اس طرح حضرت امام حسینؑ کی شہنشاہیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ چاندی یا شیشے کے شمعدانوں میں سرخ و سبز بتیاں روشن ہوتی ہیں اور اگر اور لوبان ہمیشہ سلگتا رہتا ہے۔ بعض لوگ میوہ جات کی کشتیاں اور خوشبودار پھولوں کے ہار بھی رکھ دیتے ہیں۔

غربا بھی حتی الوسع عزاخانہ کی آرائش وغیرہ میں بہت جوش، عقیدت اور سلیقہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر ان کو آئینے، جھاڑ، فانوس میسر نہیں ہوتے تو وہ ابرک کے بنے ہوئے جھاڑ اور کنول وغیرہ سے اپنا امام باڑہ سج دیتے ہیں۔ اسی طرح نقرئی اور طلائی پنجوں اور کارچوبی پٹکوں کے بجائے یہ لوگ معمولی دھات کے علموں اور سوتی کپڑے کے پٹکوں سے اپنا کام نکال لیتے ہیں۔

مجالسِ عزا

ہر امام باڑہ میں دو مرتبہ صبح اور شام مجلس عزا برپا ہوتی ہے۔ شام کی مجلس بہت شاندار ہوتی ہے۔ اس میں مجمع بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ صاحب خانہ وقت مقررہ پر امام باڑہ میں جا کر منبر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور اعزاؤ احباب گرد و پیش جمع ہوجاتے ہیں۔ مومنین قطار در قطار اس طرح بیٹھ جاتے ہیں کہ تعزیہ کی طرف پشت نہ ہو۔ جب کافی تعداد میں سامعین جمع ہوجاتے ہیں تو کوئی مشہور ذاکر منبر پر جا کر محرم کی تاریخ کے لحاظ سے فارسی زبان میں واقعہ خوانی کرتا ہے۔

واقعہ خوان شہدائے کربلاؑ کے حالات اس قدر پر درد لہجہ میں بیان کرتا ہے کہ مجلس میں کہرام مچ جاتا ہے۔ شدت گریہ و زاری سے حاضرین مجلس بیتاب ہوجاتے ہیں اور بعض لوگوں پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔ ایک مرتبہ مجھ کو واقعہ خوانی سننے کا اتفاق ہوا اور میں اس قدر متاثر ہوئی کہ بہت دیر تک روتی رہی۔ واقعہ خوانی کے بعد شربت تقسیم ہوتا ہے۔ پھر گوٹا چھوٹی چھوٹی طشتریوں میں بانٹا جاتا ہے اور بڑے بڑے آدمیوں کے سامنے حقے رکھ دیئے جاتے ہیں۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد حاضرین مجلس پھر مؤدبانہ بیٹھ جاتے ہیں اور ذاکر حسینؑ منبر پر جاتا ہے اور اردو زبان میں نظم کیا ہوا مرثیہ بلند آواز سے پڑھنا شروع کرتا ہے۔ مرثیہ سن کر لوگوں پر گریہ و زاری طاری ہوجاتی ہے۔ جب مرثیہ خوان منبر سے نیچے اتر آتا ہے تو حاضرین مجلس کھڑے ہو کر بآواز بلند محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات اور ان کے دشمنوں پر نفرین بھیجتے ہیں۔ زور زور سے ماتم کرتے ہیں اور اس کے بعد مجلس ختم ہوجاتی ہے۔

مستورات کی پرجوش عزاداری

جس طرح باہر مرد مراسم عزاداری ادا کرتے ہیں اسی طرح مگر اس سے زیادہ جوش وخروش کے ساتھ چہار دیواری کے اندر مستورات مراسمِ عزاداری میں منہمک رہتی ہیں۔

زنانہ امام باڑوں کی تعداد عموماً بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے گھر کا کوئی حصہ تعزیہ داری کے واسطے مخصوص کر لیا جاتا ہے اور ہندوستانی عورتیں اپنا ذاتی رنج وغم بھول کر ماہِ محرم میں امام حسینؑ کے ماتم میں ہمہ تن مصروف ہو جاتی ہیں۔ عیش و آرام کی جملہ باتیں ترک کر دیتی ہیں یہاں تک کہ پلنگ کے بجائے چٹائی کے فرش پر سوتی ہیں۔ رؤسا کی عورتیں مسند تکیہ ہٹا کر صفِ ماتم بچھا لیتی ہیں۔ عمدہ پوشاک وخوراک ترک کر کے موٹے کپڑے اور جو کی روٹیاں اور بغیر بگھاری ہوئی دال پر ایام گزاری کرتی ہیں۔ بعض عورتیں تو کھانے میں نمک مرچ تک شامل نہیں کرتیں اور بالکل تارک لذات ہو جاتی ہیں۔

ایشیائی عورتوں کے نزدیک پان کھانا ضروریات زندگی میں داخل ہے مگر عشرۂ محرم میں مسلمان عورتیں پان ترک کر کے صرف گوٹے پر اکتفا کرتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تمباکو کی عادت سے مجبور ہو کر گوٹا استعمال کرتی ہیں، ورنہ امام حسینؑ کی یہ ماتم دار عورتیں گوٹہ بھی نہ کھاتیں۔

اس زمانہ میں بٹوے کا بھی رواج ہو جاتا ہے اور ہر عورت گوٹے سے بھرا بٹوا ضرور اپنے پاس رکھتی ہے۔

ہندوستانی عورتیں زیورات پہننے کی جس قدر شوقین ہیں وہ اظہر من الشّمس ہے مگر زمانۂ عزا میں تمام زیورات اتار ڈالے جاتے ہیں حتیٰ کہ ناک کی نتھ جس کو سہاگ کی نشانی خیال کیا جاتا ہے محرم کا چاند دیکھتے ہی اتار ڈالی جاتی ہے، سنگار کے جملہ لوازم مسی، سرمہ، عطر وتیل کا استعمال ترک، سر کے بال پریشان کر دیئے جاتے ہیں اور سیاہ یا سبز ماتمی پوشاک پہن لی جاتی ہے۔ میری نظر سے بعض ایسی عورتیں بھی گزریں جن کو عزاداری کے سوا دنیا کی کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا۔ کھانا پینا تک ترک کر دیتی ہیں، چنانچہ خود میرے پاس جو بڑھی عورت نوکر ہے وہ محرم میں دس دن تک کھانا تو درکنار پانی کی ایک بوند بھی حلق میں نہیں ٹپکاتی، میرے سمجھانے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جب میں زیادہ اصرار کرتی ہوں تو وہ یہ کہہ کر رونے لگتی ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ اور آپ کا پورا خاندان کربلا میں پیاسا رہا تو میں ناچیز کنیز کیوں کر پانی پی لوں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عزاداری کے متعلق مسلمان عورتوں کے عقائد کتنے سخت ہیں۔

تعزیوں سے ہندوؤں کی عقیدت

ہندوستان میں کسی شیعہ مسلمان کا گھر تعزیہ سے خالی نہیں ہوتا، اہل ہنود کو بھی تعزیوں سے کافی عقیدت ہے، چنانچہ تعزیہ دیکھ کر یہ لوگ مودبانہ جھک جاتے ہیں۔ مجالس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور مسلمان انہیں بخوشی بٹھا لیتے ہیں۔ اسی طرح امام باڑوں میں بھی ہر مذہب کا آدمی صرف جوتا اتار کر داخل ہو سکتا ہے۔ یہ طریقہ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ سوائے یوروپین لوگوں کے کسی اور سے امام باڑہ کے باہر جوتا اتارنے کے لئے کہنا بھی نہیں پڑتا۔

شب عاشورہ

ہر تعزیہ دار خواہ وہ غریب ہو یا امیر شبِ عاشورہ اپنے عزاخانے کو آراستہ کرتا ہے۔ روشنی کا اتنا زبردست انتظام کیا جاتا ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی۔ تمام رات ہزار ہا مرد عورتیں روشنی دیکھنے کی غرض سے پھرتی رہتی ہیں۔

عزادار عورتیں اپنے مکانوں کے اندر گریہ وزاری اور مجلس و ماتم میں منہمک رہتی ہیں۔ پڑھی لکھی عورتیں مرثیہ خوانی کرتی ہیں اور تمام رات شب بیداری میں بسر ہو جاتی ہے۔ صبح نوحہ و ماتم کے ساتھ تعزیے کربلا میں لے جا کر دفن کر دیئے جاتے ہیں۔

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۶۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ

جز غمِ آلِ نبیؑ کچھ ہمیں درکار نہیں
کوئی کیا لے کے کرے اپنی ضرورت کے سوا
ایک آنسو میں تو جنت تجھے دینا ہوگی
اے خدا اور بھی کچھ دے، مجھے جنت کے سوا

حسان الہند مولانا سید کامل حسین نقوی کامل جائسی